بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

ابھی پوری ملتِ اسلامیہ اہلِ افغانستان کی عظیم مصیبت پر پریشان و مضطرب تھی جو تین سال سے سُرخ سامراج کی خوفناک جارحیت سے ٹکرا رہے ہیں کہ ادھر دوسری طرف امریکہ کی پشت پناہی سے اسرائیل نے لبنان میں پناہ گزین فلسطینیوں کو ایسی بہیمیت کا نشانہ بنایا کہ جس کی کوئی مثال دُور دُور تک نہیں ملتی[1]۔ دونوں طرف تمام بین الاقوامی ضابطے اور سمجھوتے پامال ہو گئے، مسلّمہ انسانی حقوق غارت ہو گئے، مگر جدید تہذیب کی بنائی ہوئی دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں جو ظالم کے مقابلے پر مظلوم کی حمایت کے لیے عملاً کچھ کر سکے۔ حتیٰ کہ ادارۂ اقوام متحدہ بھی سوائے اس کے کچھ حیثیت نہیں رکھتا کہ یہ سپر پاورز کا ایک تھنی ایٹر ہے جس میں وہ پُراسرار ڈرامے پیش کرتے ہیں ـــــ کبھی ایک ہیرو اور دوسرا ولن بنتا ہے اور کبھی دوسرا ہیرو اور پہلا ولن بنتا ہے۔ فلموں اور تھنی ایٹروں کے کردار پستول سے لیس ہوتے ہیں، مگر اقوام متحدہ کے ایکٹر "ویٹو پاور" سے مسلح ہیں۔ ایک کوئی طلسم بناتا ہے، دوسرا ویٹو کر دیتا ہے ـــ دوسرا کوئی منصوبہ لے کے اُٹھتا ہے تو پہلا ویٹو کر دیتا ہے۔ دونوں نے ویٹو پاور کا جو استعمال پچھلے دس پندرہ سال سے کیا ہے، اگر اس کا تفصیلی جائزہ

[1] لبنان میں ابتدائی چند دنوں ہی میں ۱۵ ہزار فلسطینی اور لبنانی مسلمان شہید ہو گئے۔ زخمیوں اور بے گھروں کی تعداد تو بے اندازہ ہے۔ اسرائیل نے جس بے رحمی سے فلسطینیوں اور عام مسلمان شہریوں، بلکہ عورتوں اور معصوم بچوں تک کو ایک ایک کر کے بھُونا ہے اُس سے قساوت کا نیا ریکارڈ تاریخ میں قائم ہوا ہے۔ اس ظلم بے پایاں کا حساب اسرائیل اور موجودہ عالمی سیاست و تہذیب کے خداوندوں کو دینا ہو گا۔

لیا جائے تو معاملہ مصر کا ہو یا کشمیر کا، افغانستان کا ہو یا فلسطین کا، ہمیشہ نقصان دُنیائے اسلام کو پہنچتا ہے۔ اسی طرح جب کسی معاملہ میں یہ دونوں قوتیں مشترک مفاد کے تحت متحد ہو جاتی ہیں تو بھی معاملات مسلمانوں کے خلاف جاتے ہیں۔

آج اگرچہ اہل افغانستان کے ساتھ ساتھ اہلِ فلسطین کا مسئلہ اُبھر کر سامنے آگیا ہے، مگر ہماری مصیبت کسی ایک مسئلے تک محدود نہیں ہے۔ ابھی تو سرزمینِ کابل میں، ارٹریا میں، صومالیہ، مغربی نیو گنی میں، جنوبی فلپائن میں اور بیروت میں مصائب کی ایک ایسی آتشیں زنجیر سے سابقہ ہے جس کا ایک سِرا امریکہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا روس کے ہاتھ میں۔ یہ دونوں طاقتیں آسیائے ظلم کے ایسے دو پاٹ ہیں کہ جن کے درمیان مسلمان پِس رہے ہیں۔

پس اب جہاں ایک گونہ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اہلِ افغانستان اور اہلِ فلسطین کو جو بھی مدد دی جاسکتی ہو، وہ دی جائے، وہاں بھرپور توجہ اس مسئلے پر دینی چاہیے کہ ہم سپر پاورز کی بنائی ہوئی چکی میں مسلسل پِستے رہنے سے کس طرح بچ سکتے ہیں۔

اور یہی اِس وقت موضوعِ گفتگو ہے۔

اصل بات کا مثبت طور پر آغاز کرنے سے پہلے ایک ضروری انتباہ!

نہایت ہی عجیب صورتِ حال ہے کہ اس مُلک کے وہ سیاسی کارکن اور ادیب و دانشور جو افغانستان کے مسلمانوں کی مظلومیت کا احساس نہ کرنے میں چٹانوں کی طرح سخت تھے، جن کا کہنا یہ تھا کہ ہمیں ابھی صورتِ حالات پوری طرح سمجھ میں نہیں آرہی ہے اور جن کا عذر یہ بھی ہوتا تھا کہ یہ سیاسی جھگڑے ہیں، ان سے ہمارا کیا واسطہ۔ وہ لبنان میں اسرائیلی جارحیت پر اُچھل کھڑے ہوتے ہیں، انہیں اہلِ فلسطین کی تباہی کا کوئی غم نہیں، انہیں یہ خوشی ہے کہ ایک دورِ خلا کے بعد ایک موضوع مل گیا ہے۔ جیسے قحط زدہ بستی پر بارش برس جائے۔ اُن کی دلچسپی اس وجہ سے ہے

کہ اہلِ فلسطین (چھاپہ ماروں) میں کمیونسٹوں کا کیا ہوا برسوں کا کام اُن کے سامنے ہے، جارج حباش اور جنبلاط جیسے لیڈر اُن کے "چوہدری" ہیں لبنان میں فلسطینیوں کی آواز بلند کرنے کے لیے جو پبلسٹی مشینری کام کر رہی تھی اُس کے تحت افریشیائی تنظیم کا ایک رسالہ لوٹس (LOTUS) بھی نکلتا تھا جس کی ادارت کے لیے پاکستان سازش کیس کے نامور ہیرو جناب فیض احمد فیض کی خدمات حاصل کی گئی تھیں۔ فیض صاحب فلسطینیوں کے سینے کمیونزم کے تیزاب سے دھوتے بھی تھے، مگر جب آزمائش کا لمحہ آیا تو وہ بیروت سے ماسکو جا پہنچے۔ اُوپر سے فلسطینیوں کی منافقانہ سرپرستی روس کی طرف سے ہو رہی تھی۔ منافقانہ اس لیے کہ آج فلسطینیوں کو بچانے کے لیے روس ضرورت سے دسواں حصّہ کم پارٹ بھی ادا نہیں کر رہا۔ وہ تو شروع سے اسرائیل کے استحکام میں امریکہ کا حصّہ دار ہے۔ ظاہر میں مخالفتِ امریکہ و اسرائیل ہوتی رہتی ہے، مگر اندر اندر اسرائیل کے لیے رُوس میں تیار شدہ سپاہیوں اور دانشوروں کا ایک ریلا برسوں سے چلا آرہا ہے۔ نیز مسلمان ملکوں کی امداد اس طرح کی جاتی ہے کہ اثر اُلٹا ہو۔

روس کے لیے تو حادثۂ لبنان سرمایۂ عیش و مسرت ہے، کیونکہ اس کی وجہ سے افغانستان میں اس کے جرمِ جارحیت کا پلڑا امریکہ و اسرائیل کے برابر ہو گیا ہے، بلکہ بڑے پیمانے کے اس تازہ سنگین حادثے کے غبار میں اس کی جارحیت کی کارروائی قدرے چھپ گئی ہے — اصل صورتِ حالات یہ ہے کہ دونوں سُپر پاورز میں بات یوں طے پا گئی ہے کہ لبنان میں امریکہ و اسرائیل جو چاہیں کر گزریں، تو روس تھوڑی بہت بیان بازی کے علاوہ کچھ نہیں کرے گا، اور دوسری طرف امریکہ کو اب حساب برابر کرنے کے لیے یہ ماننا پڑا ہے کہ افغانستان میں رُوس کو جو کچھ کرنا ہو وہ کرتا رہے، کوئی ٹھوس رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی (اور نہ پہلے کوئی تھی!) گویا معاملہ یوں پٹ ہوا کہ "لبنان تمہارا، افغانستان ہمارا"۔

بہرحال اب روسی "لائن" چونکہ یہ ہے کہ اہلِ فلسطین کی حمایت اور اسرائیل کی مخالفت میں پروپیگنڈے کا پورا زور صرف کر دیا جائے تاکہ مسئلہ افغانستان سے دُنیا کی اور خصوصاً مسلمانوں کی توجہ ہٹ سکے، اس وجہ سے باہر کے کمیونسٹوں کی طرح ہمارے یہاں کے کمیونسٹوں اور اُن کے حامی دانشوروں اور صحافیوں اور سیاسی کارکنوں نے میدان میں